

دو ہفتہ دورہ روس کی رُوندِ اسفر

از

مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی

عزیز بھائی! السلام علیکم !

یہ خط لینن گراڈ سے لکھ رہا ہوں، اس وقت یہاں شام کے ۶ بجے ہیں، وہاں ۱۰ بجے ہوں گے، ہم لوگ آج صبح ہی یہاں پہنچے ہیں، تاشقند سے رات کے ۱۰ بجے اڑے تھے پہلے چار گھنٹے یا ساڑھے تین گھنٹے میں ماسکو پہنچے، ماسکو کا ہمارا پروگرام ۲۸، ۲۹، ۳۰ رکاوٹ ہے۔ ۳۱ کو کوئی دن دہلی کے لئے روانہ ہو جائیں گے، اس وجہ سے ماسکو کے ہوائی اڈہ پر اتر کر رات کے باقی حصے میں وہیں ہے کیونکہ اُس وقت لینن گراڈ کے لئے کوئی جہاز نہیں تھا، پورے سفر میں پروگرام میں تھوڑی غلطی کی وجہ سے یہیں تکلیف ہوئی کہ رات کے باقی حصے میں ویننگ روم میں رہنا پڑا، ورنہ پورا سفر انتہائی اعزاز و احترام اور آرام سے گذرا۔ بہر حال صبح کو لینن گراڈ کے لئے ماسکو سے روانہ ہوئے، ماسکو اور لینن گراڈ میں آٹھ سو سے زیادہ کیلو میٹر کا فاصلہ ہے، جہاز صرف پچاس منٹ میں پہنچ گیا، تاشقند سے ماسکو ساڑھے تین ہزار سے کم کیلو میٹر ہے، اتنا بڑا فاصلہ ساڑھے تین گھنٹے میں طے ہو گیا، بس خدا کی قدرت کا کثر ہے۔

وہم لکھ مافی السموات و قافی الارضین۔

میں ہر کج کام میں تیزی سے تبدیلی ہو گئی اور ماسکو میں رہنے کے بجائے پانچ روز قیام رہا۔

اُس روز دہلی سے ساڑھے چھ بجے صبح کو چلے تھے اور چار گھنٹے سے کچھ کم میں تاشقند پہنچ گئے تھے
 ہوائی اڈے پر مولانا مفتی ضیاء الدین بابا خان اور دوسرے بڑے بڑے علماء اور ائمہ مساجد کے علاوہ
 حکومت کے شعبہ سیاحت کے ہیڈ وغیرہ بھی موجود تھے، تاشقند ہٹل جو شہر کا سب سے بڑا اور نفیس ہٹل ہے
 اس میں قیام کا انتظام تھا، اس ہٹل میں بیک وقت اٹھارہ سو آدمی قیام کر سکتے ہیں، اس کے
 کمرے اشوک ہٹل دہلی سے کچھ کم آرام دہ نہیں تھے، ہر چیز نفیس، صاف ستھری، اعلیٰ درجہ کا بستر،
 اوکریل وغیرہ، تاشقند ازبکستان کا دارالسلطنت ہے اور نہایت ہی صاف و شفاف اور طویل مزین
 شہر ہے اس کے مختلف حصوں میں بعض چھوٹی نہروں کے علاوہ نہر کیگاؤں بہتی ہے، جس نے پورے
 شہر کو گلزار بنادیا ہے، پھلوں کی کثرت کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے۔ قسم قسم کے بہترین انگور، آردو، ناکھ
 سیب، خوبانی، انجیر وغیرہ، انار بھی بکثرت ہوتے ہیں مگر ابھی ان میں ایک جینی کی دیر ہے، خربوزہ تو
 ایسا ہوتا ہے کہ سبحان اللہ، سیلا، خوشبودار، بے حد شیریں، اس کی بھی بہت سی قسمیں ہیں، اس وقت
 ہر قسم کی ریل، پیل ہے، تربوز بھی بہت نفیس ہوتا ہے۔ ہمارے ہٹل کے کمرے میں، ان تمام پھلوں کے
 ڈھیر لگے رہتے تھے، دعوتیں بھی بڑی شان دار ہوتیں، دو ڈھائی روز تک شہر اور اطراف شہر کے
 مختلف قدیم و جدید تاریخی آثار دیکھے، پروگرام اس قدر ٹائٹ رہے کہ صبح سے رات تک کمر لگانے کی
 بھی فرصت نہیں ملتی تھی، یہی وجہ ہے کہ آج یہاں پہنچ کر پہلا خط آپ ہی کو لکھ رہا ہوں، ترجمان
 کوئی نہیں ملا۔ اس لئے تمام بات چیت عربی میں زیادہ اور فارسی میں کم ہوتی تھی، جیسا کہ آپ کو معلوم
 ہے میں یہ زبانیں آپ کی طرح فر فر نہیں بول سکتا، مگر باؤ پڑا تو کام چل ہی گیا۔ اخبارات کو انٹرویو بھی
 دینے پڑے، اردو میں کچھ ٹیپ ریکارڈ بھی ہوئے، وہ تو یوں کہتے کہ آب دہوا اچھی تھی ورنہ دم ٹوٹ جاتا
 دہلی سے چل کر تاشقند کے ایرپورٹ پر اترا تو وہی پُرانا مرض شروع ہو گیا کیونکہ جہاز کم دیش تیس ہزار
 فیٹ کی بلندی پر اڑا تھا، سردی کے اثر سے ناک سے بے تحاشا پانی اور چھینکیں آنا شروع ہو گئیں۔
 بے حد فکر مند تھا کہ ابھی سفر کی پہلی منزل بھی شروع نہیں ہوئی اور میں اس مرض میں گھر گیا، مگر ایک ڈاکٹر نے
 نے ہوائی اڈے کے ویننگ روم ہی میں میری نبض دیکھی اور صرف ایک گولی دی اور کہنے لگی یہ کئی ہوگی،

اس کے بعد ہٹل کے ڈاکٹر نے دو روز ناک میں قطرے ٹپکائے، طبیعت ٹھیک ہو گئی، اس کے بعد طبیعت بحال ہے اور ٹھکن کے سوا جو قدرتی طور پر ہونی چاہئے کوئی تکلیف نہیں ہے، تاشقند میں اس وقت اٹھارہ ٹری مسجدیں ہیں جن میں جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی ہوتی ہیں، کم و بیش ایک سو چھوٹی مسجدیں ہوں گی جن میں برائے نام پانچ وقت کی نمازیں ہوتی ہیں، مجمعہ نہیں ہوتا۔ زوجان نمازی خال خال ہی نظر آئے، معلوم ہوا جمعہ کے علاوہ نماز نہیں پڑھتے یا پھر نام کے مسلمان ہیں، تاشقند کی آبادی دس لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے جن میں اثنیٰ فی صدی مسلمان بتائے جاتے ہیں، بہر حال اس میں شک نہیں کہ مسلمان بہت کافی ہیں، ہم نے مسجد امام تغال میں جو ادارہ دینیہ کے ساتھ ہی ساتھ ہے ظہر کی نماز پڑھی، اُس روز دوپہر کے بعد کاکھانا غدا ادارہ دینیہ ہی میں تھا، شام کو مفتی صاحب موصوف نے اپنے مکان پر نہایت پُر تکلف دعوت دی، اس مسجد کے علاوہ دو اور مسجدوں میں نماز ادا کرنے کا اتفاق ہوا۔ مسجد زین الدین ولد شیخ شہاب الدین سہروردی، اور مسجد رکعت میں،

عہد محرمی علی بن اسماعیل الغفال الکبیر الشاشی الشافعی، تفسیر، حدیث، کلام، لغت و شعر اور فقہ کے مشہور مرمون امام جن کے متعلق، امام ابو عبد اللہ الحاکم کا قول ہے ”الغفقیہ الادیب“ امام عمرہ بما ودا والنہر الشافعیین واطہم بالاصول واکرم حلقہ فی طلب الحدیث“ امام ابو الحسن اشعری سے بلا واسطہ علم کلام حاصل کیا اور خود امام اشعری نے ان سے علم فقہ کی تحصیل کی۔ ۳۶۵ھ میں ”شاش“ میں وفات پائی، ان کے تفصیلی حالات کے لئے شیخ تاج الدین سبکی کی ”طبقات الشافعیہ“ جلد ثانی دیکھی جائے۔

ابوہاں اُن کے مرقبہ مبارک کی شمالی دیوار پر ان کے یہ دل پذیر اشعار بھی بہت خوش نما خط میں لکھے ہوئے ہیں
 بولانا مفتی ضیاء الدین صاحب نے بار بار مرزے لے کر یہ اشعار سنائے اور احاطہ انرا کے باغ کے انگوٹوں پر یہ شعر پڑھ کر
 ہاتھ مارا، فرمودہ فرماتے اس حالت کا بھی نوٹ لیا تھا۔

اوستم رحلی عنی من نزل
 وادادی مباح علی من اکل
 تقدم حاضرہ ما عندنا
 وان لم یکن غیر بقیل خول
 فاما انکر یجوز فی رضی بہ
 واما البخیل فمن لہم ابل

۹۔ اگر کرم لک سمرقند کے لئے روانہ ہو گئے، سمرقند، تاشقند سے تین سو کیلو میٹر سے زیادہ ہے، عجیب سرسبز و شاداب شہر ہے، درختوں سے بھرا ہوا، پھلوں میں رچا ہوا، اس شہر میں متعدد چھوٹی چھوٹی نہروں کے علاوہ بڑی نہر زرافشاں بہتی ہے جس نے پورے شہر کو خوب کا بسنہ خط بنا دیا ہے۔ حافظ نے اس شہر کو سوچ سمجھ کر ہی ترک شیرازی کی تذکر کیا تھا، سمرقند پہنچ کر پہلے ہی روز ہم لوگ خرتنگ حاضر ہوئے۔ یہیں امیر المؤمنین فی الحدیث آیاتؒ من آیات اللہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ کا مرقہ مبارک ہے۔

خرتنگ ر کم و بیش پانچ ہزار کی آبادی کی ایک بستی ہے، سمرقند سے اس کا فاصلہ بیس کیلو میٹر ہے، امام حالی مقام کے مزار مبارک پر حاضری دی۔ اور تقریباً دو گھنٹے وہاں قیام کیا، فاتحہ پڑھتے وقت قلب کی عجیب کیفیت ہوئی، امام والا مقام اور ان کی کتاب کی خصوصیات کے نقوش حافظے میں ابھرنے لگے، اُس وقت اگر کوئی مجھ سے "امام بخاری" پر تقریر کرتا تو کہہ نہیں سکتا کس طرح کی ہوتی، آپ سفر کی ہر منزل میں یاد آئے یہاں اور بھی زیادہ یاد آئے، استاد مرحوم کی شفقتوں کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا، حضرت شاہ صاحبؒ کا چہرہ اور اُس وقت آنکھوں کے سامنے تھا، معلوم ہوتا تھا ہم سب بخاری شریف کے درس میں بیٹھے ہیں اور استاد کی محققانہ، ناقدانہ اور بصیرت سے بھرپور تقریریں رہے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے مزار پر حاضری کا شرف اس طویل سفر کا حاصل ہے، حضرت الاستاذ ہمیں پڑھا پھا کر دنیا سے تشریف لے گئے اور مزار بخاری پر حاضری میرے مقدس تھی، سمرقند میں بھی کافی مسجدیں ہیں، شاید پندرہ مساجد جامع ہوں، باقی چھوٹی چھوٹی ہیں، مسجد خواجہ عبید اللہ احرارؒ اس وقت سمرقند کی وسیع اور پُر رونق مسجد ہے، ہم نے ظہر کی نماز وہیں پڑھی اور خواجہ مرحوم کے مزار پر حاضری دی، ان ہی کی قبر کے پاس مشرح عقائد نسفیؒ کے مصنف اور اصول الشاشیؒ کے مؤلف کی قبریں بتائی جاتی ہیں گمرہ بات تحقیق طلب ہے۔

یہاں کی دوسری بڑی مسجد مسجد ذوالمراد یا زود مراد ہے، یہاں بھی نماز پڑھنے کا اور بہت سے نمازیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ نمازی ہر جگہ دہی بوڑھے، ضعیف گرے پڑے ہیں، کہتے ہیں جمعہ کے روز یہ مسجدیں نمازیوں سے پُر ہو جاتی ہیں اور عیدین میں تو سڑکوں تک نمازی ہوتے ہیں، سمرقند اسلامی تاریخ کی یادگاروں کا عظیم الشان مرکز ہے۔ دو روزیں ہم لے بہت سے آثار دیکھے، دینی اور علمی!

آبرو اور لوغ بیگ کی قبروں پر جا کر عبرت حاصل کی اور قثم بن عباسؓ کے مزار مبارک سے روحانی فیض حاصل کیا، اور بھی کتنی مقامات پر جانا ہوا یہیں اُلوغ بیگ کی ہیئت الافلاک کا کچھ مٹا ہوا اور کچھ ابھرا ہوا تاریخی نمونہ ہے، اس رسد گاہ کو میں بہت دیر تک دیکھتا رہا۔ قدیم آثار کے ساتھ جدید ترقیاں بھی دیکھیں۔ ہسپتال کے مرض کا ہسپتال، لائبریری، بچوں کی تربیت گاہ سب ہی چیزیں دیکھیں، سمرقند میں بھی سنٹر فی صدی مسلمانوں سے کم نہیں ہیں، اس لئے یہاں کی زندگی میں قدرتی طور پر زیادہ دخل ہیں، لائبریری کا عربی حصہ خاص طور پر مخطوطات ایک نہایت مہذب مسلمان لڑکی منورۃ نے دکھائے، اشتر الملعات قلمی، برہان شرح مواہب الرحمن، مشکوٰۃ شریف اور تفسیر و تاریخ کی بعض عمدہ قلمی کتابیں دیکھیں، جلدی میں معائنہ کی چند سطر پر بھی لکھ دیں، یہیں مشترک کاشت کا فارم بھی دیکھا، اس فارم کا نام لین آباد ہے اور یہ سمرقند سے چند کیلومیٹر کے فاصلے پر بہت بڑا میلوں میں پھیلا ہوا فارم ہے، اس کا اصل نام کا نخوص ہے، عربی میں الاراضی المتعادینہ ہے، میری رائے میں موجودہ نسل میں جبر و قہر کا تصور ختم ہو چکا ہے، لوگ خوش خوش اس کام میں حصہ لیتے ہیں اور خوش حال ہیں، ان کی کاشت کی تمام آمدنی حکومت کی ہوتی ہے، حکومت ان کے کھانے، کپڑے اور مکان کی ذمہ دار ہے، کچھ مزدور بھی دیتی ہے، ان کاشتکاروں کے پاس اپنی بھی تھوڑی تھوڑی زمینیں ہیں جو ان کی ملک ہیں، ان زمینوں میں یہ کاشت بھی کرتے ہیں اور باغ وغیرہ بھی لگاتے ہیں، ان کا رہنا، سہنا شہر سے الگ ہے اور ان کی زندگی خاص طرح کی ہے، یوں ہر طرح آزاد ہیں۔ مثلاً مسلمان کاشتکار جمعہ وعیدین کی نماز کو بے تکلف جاتے ہیں، شاید صرت اطلاع دینی ہوتی ہے، واقعہ یہ ہے کہ سوویت یونین نے رفدگار کا مسئلہ پوری طرح حل کر لیا ہے، یہاں روزگار انسانوں کو آواز دیتا ہے، آدمیوں کو روزی تلاش ملے سلطان اُلغ بیگ مرزا سلطان شاہ رخ مرزا کا بڑا بیٹا اور امیر تیمور کا پوتا تھا۔ ۸۱۰ھ میں اس کے باپ نے اس کو ملووا انتہر کا حکم دیا، ۸۱۵ھ میں والد کے انتقال کے بعد مستقل طور پر تمام سلطنت انھیں ملی، علم ہند سے کام لیا اور بہت عالم و فاضل تھا، اس نے اپنے نانا، اقربا میں بڑے بڑے مدرسے قائم کئے اور ان کے نصاب میں اصلاح کی بہت دقت رکھ کر، آج بھی وہی کچھ نصرت سے زیادہ حصہ مٹ چکا ہے پھر اس کے نقش پا کی شریفی رکھنے سے متعلق دیکھئے۔

کرنے کی ضرورت نہیں، بہر حال ہم نے اس وسیع و عریض فارم کے اکثر حصوں میں بذریعہ کار چکر لگایا۔ اس کی ایک ایک چیز دیکھی، گایوں کی نسل کشی کا منظر بھی عجیب ہے، ہزاروں گائیں قطار اندر قطار کھڑی ہیں، ہر گائے کی عمر، نسل، دودھ کی مقدار، کب کا بھن ہوگی، کب بچہ دے گی، کونسی گائے گابھن ہونے کے لائق ہے، کون سی ابھی چھوٹی ہے، یہ سب چیزیں آپ کو ایک پلیٹ پر لکھی اور لگی ہوئی ملیں گی، بڑے بڑے سیل علیحدہ ہیں، وہ گائے کے پاس نہیں آسکتے بلکہ ان کے مادہ تولید سے گائیں گابھن کی جاتی ہیں۔ گویا یہ عجیب طرح کے باپ ہیں، اس تاریخی فارم کا ہیڈ مسلمان ہے، لاہ اقل اللہ نقل یعنی عبداللہ، ہم نے فارم ہی پر عشی تناول کیا، دُنبہ کا بھنا ہوا گوشت، تکتے، نفیس پھل، شہید خالص، میں نے یہاں بھی معائنہ لکھا ہے۔ تیسرے روز سمرقند سے بخارا ہوائی جہاز سے گئے، دونوں شہروں کا فاصلہ تقریباً تین سو کیلو میٹر ہوگا، چھوٹا جہاز تھا پھر بھی پچاس منٹ میں پہنچ گیا، دن کے ایک حصہ میں بخارا رہے اور سہ پہر کو سمرقند واپس آ گئے، شہر کی حالت خستہ سی ہے، چونکہ کسی سیاست کا دار الحکومت نہیں ہے اس لئے حکومت کی توجہ بھی ادھر کم ہے، یہاں بھی بہت سے آثار دیکھے، اُلن بگ کے مشہور مدرسہ کے علاوہ شیخ عبداللہ امیر بخارا اور دوسرے امراء کے مدارس بھی دیکھے، مگر یہ سب مدرسے اُجڑے ہوئے ہیں، سب سے بڑی جامع مسجد جس کو پہلے قتیبہ بن مسلم نے لکڑیوں سے بنایا تھا اور پھر طلائی گئی تھی، بعد کو غالباً شیخ عبداللہ نے اس کو تعمیر کرایا تھا، دیکھنے کے قابل مسجد ہے، ان دنوں سودیت یونین کی حکومت لاکھوں روپے خرچ کر کے بڑے پیمانے پر اس کی مرمت کر رہی ہے، یہ مسجد بھی ادارہ دینیہ جلد ہی واکزار ہو جائے گی، میں نے اپنی آخری تقریریں ادھر توجہ بھی دلائی ہے۔ قریب ہی ایک دوسرا تاریخی مدرسہ ہے، اس میں مفتی ضیاء الدین صاحب کے ”ادارہ دینیہ“ کی طرف سے اچھے پیمانے پر مدرسہ قائم ہے۔ ان دنوں مدرسہ میں تعطیل کلاں تھی، بجلا کے موجودہ آثار تاریخی میں قابل دید عمارت ابو بکر سامانی کے مقبرے کی ہے۔ اینٹوں کی عجیب و غریب سنگین عمارت ہے، اس کے قریب ہی چشمہ ابوب ہے، یہاں ابوالیوب سخنیالی ”استاذ امام بخاری“ کی قبر ہے، ساتھ ہی ایک چشمہ اُبل رہا ہے، بخارا سے تین پچیس کیلو میٹر پر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کا مزار ہے، مگر ادھر کی طرف ٹھیک نہیں تھی، یہ میری تھی اور ہمارے

پاس دقت بھی نہیں تھا، اس وجہ سے وہاں حاضری نہ ہو سکی، تاہم معلوم ہوا ہے کہ مزار کی عمارت اب اچھی حالت میں ہیں، ہم لوگ شام کو سمرقند واپس آ گئے۔ حدوات کے دقت پایادہ سیر کی، کہیں کہیں لوگ ہمیں حیرت و استعجاب سے دیکھتے تھے، سمرقند میں نہر کے کنارے اور شہر سے دور باغ میں نفیس دھوئیں ہوئیں، ۲۱ کی صبح کو ہم لوگ دوشنبہ کے لئے روانہ ہو گئے، دوشنبہ تاجکستان کی راجدھانی ہے اور بالکل جدید طریقہ پر آباد کیا گیا ہے، اعلیٰ درجہ کی چوڑی سڑکیں، شاداب باغ شہر کی رونق کو دو بالا کر رہے ہیں، یہاں پھوٹی نہروں کے علاوہ دو بڑی اور تیز بہنے والی نہریں ہیں، نہر وحش اور نہر دوشنبہ نہر وحش کچھ فاصلے سے اور نہر دوشنبہ پورے شہر میں جاری ہے، دوشنبہ کا ہوٹل بھی، تاشقند کے ہوٹل سے کسی طرح کم نہیں تھا، اس ہوٹل کا نام غالباً ہوٹل وحش ہے،

دوشنبہ کا جدید نام اسٹالن آباد تھا، اب پھر وہی پُرانا نام رکھ دیا گیا ہے، آب و ہوا کے لحاظ سے یہ مقام شاید سب سے عمدہ ہے، یا کم سے کم ہلکی خشکی کے اعتبار سے نمایاں ہے، یہاں ہم نے جدید چیزیں زیادہ دیکھیں اور نہر کے کنارے پر تفریح بھی خوب کی، دوشنبہ کے ہوائی اڈے سے ہم لوگ سیدھے مولانا محمد یعقوب چرخچی کے مزار پر گئے، یہ وہی مولانا محمد یعقوب ہیں جن کی روایات آپ نے تفسیر کی کتابوں میں پڑھی ہیں اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ تو تفسیر عزیزی میں زیادہ روایتیں انہی سے لیتے ہیں ان کے مزار کے متصل ایک وسیع مسجد بھی ہے، ہم نے ظہر اور عصر کی نمازیں یہیں پڑھیں، زار کے زمانے میں دوشنبہ ایک ویرانہ تھا، آج گلزار اور سبزہ زار بنا ہوا ہے، یہاں بڑے بڑے کارخانے بھی ہیں، سوئی کپڑے کا ایک بڑا ہل ہم نے بھی دیکھا، اس کا تعلق بس دیکھنے سے ہے، یہاں بچوں کی تربیت کا ایک عظیم الشان اور لائٹانی مرکز بھی ہے، ”مہمد تربیتہ الاطفال“ اس میں ایک ہزار بچے، بنظر تعلیم و تربیت رکھے جاتے ہیں، مرکز کی ہیڈ چالیس سالہ مسلم خاتون ہیں، جنہوں نے بحال خندہ پیشانی ہمیں مرکز کے بڑے حصے کی سیر کرائی اور اس کی خصوصیتیں بتائیں — یہ مرکز ایک وسیع و عریض باغ میں ہے جس میں ہر قسم کے فوارے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں، پورے باغ کے اعلیٰ اور نیچے ہی ہیں اور باغ کے تمام محل بھی ان ہی کے لئے ہیں، اس مرکز کو دیکھ کر رُوح میں بالیدگی اور آنکھوں میں

دوشنی آگئی، اس کا انتظام بھی عجیب ہے، لائق دید، تفصیل زبانی بتاؤں گا، اس شہر میں کتبہ فردوس کے نام سے ایک عظیم لائبریری ہے، اس لائبریری میں کم سے کم ساڑھے سات لاکھ کتابیں ہیں، عمارت بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ ہم نے یہاں عربی کی بعض نایاب قلمی کتابیں دیکھیں، حدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ کی قلمی کتابیں بڑی بڑی رئیس دے کر خریدی جاتی ہیں، ۲۳ تاریخ کا جمعہ بھی ہم نے اسی شہر کی دوسری مسجد کا میں پڑھا، اس کے امام مولانا سید عبداللہ جان ہیں جو ادارہ دینیہ کی طرف سے قاضی بھی ہیں، انہیں اذہنیت عالم ہیں، جو کہ نماز ہزاروں نمازیوں کو میں نے پڑھائی اور نماز کے بعد یا شاید پہلے فارسی میں مختصر تقریر بھی کی، لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا، مصافحوں کا منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا، نوکرانہ ہر جگہ ساتھ رہے، چنانچہ یہاں بھی بہت سے فوٹو لئے گئے، ہندوستان کی بات تو دوسری ہے مگر یہاں اگر مشرب میں توسع ہو گیا جو غالباً ناگزیر تھا، یہاں کے ایک فوٹو میں چوغے کے لباس میں ہوں اور ٹوپی بھی وہیں کی اور ڈھ رکھی ہے، اُسی روز شام کو ”بستانِ نویسندگان“ میں نہر کے کنارے تفریح کا پروگرام تھا۔ یہ پروگرام ہمارے تقریبی پروگراموں میں سب سے زیادہ دل آویز رہا، عصر، مغرب، عشاء و تین نمازیں یہیں پڑھیں، یہ دو شنبہ سے پچیس، تیس کیلومیٹر کے فاصلہ پر پہاڑوں کے بیچ میں ایک شاداب اور پُر فضا مقام ہے، یہاں نہر کا پاٹ بھی خوب چوڑا ہے اور پانی بہت تیزی سے بہتا ہے پانی اتنا شفاف تھا کہ ”الماہرک للبحین“ کی ترکیب سامنے آگئی، کھانا، پھل، چائے، کبودا دچائے اسود ہر چیز سلیقے سے سجی ہوئی رکھی تھی، بہترین لکڑی کا کھلا ہوا مکان تھا جس سے نہر کا تیز رفتار پانی ٹکرائے گا اور دھڑکا تھا۔ متعدد ادیب اور شاعر بھی شریکِ مغل تھے، بہت سے مشہور لکھنے اور کہنے والے اسی علاقے میں رہتے ہیں، میں نے ”آبِ رواں“ کے ساتھ ”مبزرہ جواں“ کی ترکیب استعمال کی تو ایک ادیب جن کا نام اس وقت ذہن میں نہیں رہا پھر مک اٹھے، فضا کی مناسبت سے حافظ، خسرو، عرق، فیضی، غالب، شریف خاں شیرازی، آنکس قدھاری اور نظیری وغیرہ کے بہت سے اشعار بھی یاد آ گئے، غرض کہ یہ مجلس بڑی ہی لطیف، سبک اور پُر مسرت رہی۔ ۲۴ کو ہم لوگ پھر تاشقند واپس آ گئے اور عیساک لکھ چکا ہوں، دس بجے شب میں لین گراڈ کے لئے روانہ ہو گئے۔ امام سید عبداللہ صاحب کی طرف سے سلام سنون! موصوف بہت اچھے رفیق سفر ثابت ہوئے، ہر طرح کا خیال رکھتے ہیں۔